ریاضِ نعیم

مجموعہِ حمد و نعت و مناقب

از مفتی سیّد نعیم الدین مراد آبادی

پیشکش ابوالمیزاب اویس قادری

حیاتِ صدرالافاضل حصہ چہارم

ریاضِ نعیم

سیدی حضرت صدرالافاضل قدس سرہٗ علمِ سخن میں بھی دیگر علوم و فنون کی مانند پوری دسترس اور مہارت رکھتے تھے، اور یہ بات آپ کے ورثہ میں داخل تھی۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا معین الدین صاحب نزہتؔ رحمۃ اللہ علیہ استاذ الشعراء تھے، اسی طرح آپ کے اجداد کا عالم تھا۔ سیدی قدس سرہٗ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں بیشمار نعتیں اور نظمیں فرمائی ہیں۔ افسوس کہ وہ سب جمع نہیں کی گئیں، بلکہ جسکے جو ہاتھ لگا اپنے ساتھ لے گیا۔ اس خادم نے بعض افراد سے اس معاملہ میں رابطہ بھی قائم کیا، مگر خاطر خواہ کلام فراہم نہ ہو سکا۔ مندرجہ ذیل کلام بھی وہ ہے جسکو میں نے اپنی حاضری کے دوران جمع کیا، یا جسکو حضرت نے وقتاً فوقتاً فرمایا۔ ان میں کچھ نظمیں ایسی تھیں جو مقطع سے خالی تھیں، آخری دنوں میں میں نے عرض کیا کہ انھیں مکمل فرما دیا جائے، تو حضرت نے کچھ دن پہلے انھیں مکمل فرمایا۔ ان اشعار میں اپنے دنیا سے رخصت ہونے کے بارے میں تلمیح موجود ہے، مثلاً یہ شعر کہ ؎

چلدیے باغ سے چمن پیرا ✦ گل و گلزار کا خدا حافظ

بہر حال میں جس قدر کلام جمع کر سکا نذرِ قارئین کیا جاتا ہے، اگرچہ اس کلام کو کتابی شکل میں حضرت قدس سرہٗ کے وصال فرمانے کے بعد مرادآباد سے شائع کیا گیا تھا۔

غلام معین الدین نعیمی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب کا پیدا کرنے والا میرا مولیٰ میرا مولیٰ — اے افضل سب سے اعلیٰ میرا مولیٰ میرا مولیٰ
جگ کا خالق سب کا مالک وہ ہی باقی باقی ہالک — سچا مالک سچا آقا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
سب کچھ وہ ہی دے سب سے رفعت عزت اسکو دولت کس کی — رازق داتا پالن ہارا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
ہم سب اسکے محتاج ہیں سب کچھ وہ ہی پالے — خوبی والا سب سے نیارا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
اول آخر باطن ظاہر اسکو روشن اُس پہ ظاہر — عالم والا واقف کل کا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
عزت والا حکمت والا عظمت والا رحمت والا — میرا پیارا میرا آقا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

طاعت سجدہ اُسکا حق ہے اُسکو پوجو وہ ہی رب ہے
اللہ اللہ اللہ اللہ میرا مولےٰ میرا مولےٰ

اے بہارِ زندگی بخشِ مدینہ مرحبا — اے فضائے جانفزائے باغِ طیبہ مرحبا
غنچۂ پژمردہ دل کو شگفتہ کر دیا — مرحبا اے بادِ صحرائے مدینہ مرحبا
سرمۂ نورِ بصر ہو آ کے میری آنکھ میں — مرحبا صد مرحبا اے خاکِ بطحا مرحبا
تونے ان آنکھوں کو دکھلائی مدینہ کی بہار — مرحبا جود و نوالِ شاہِ طیبہ مرحبا
دل نثارِ تربتِ خضرا اے شاہنشاہِ دیں! — جاں فدائے آستانِ عرش پایہ مرحبا
آستانِ پاک پر اُمیدواروں کے ہجوم — رحمتِ عالم سے کہتے ہیں کریما مرحبا

یہ نعیم الدین اور طیبہ کے جلوے یا نصیب
مرحبا افضل وہ عطائے شاہِ طیبہ مرحبا

منقبت اعلحضرت شبیہِ غوث الثقلین سید شاہ علی حسین الاشرفی الجیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوقتِ طوافِ کعبہ تحریر نمود

شد قبلۂ دلم چو بکعبہ طواف را — پُر نور کرد از رخِ روشن مطاف را

بارید ابر ز نرگس و سیلاب تر نمود — گل برد و چاہ را و صراحی صاف را
اے مہر جلوہ چو رخِ مہر ما بکن — ورنہ خجل نشیں کہ چہ حاجت گزاف را
افشاند گل ز لعل و ز اں گل بساختے — بخشید نور آئینۂ کوہ قاف را
دل پارہ پارہ کرد خدنگِ نگاہِ یار — ہم تیر او بدوخت لبِ پر شگاف را
آوردہ ایم تحفہ سر را بخدمتش — زاں آرزو کہ بشکند آں مہ مصاف را

اے دستگیر دستِ نعیمِ حزیں بگیر
آنجا کہ عذر نیست مرا از عفاف را

ہے کون جو شائق ہو مری طرح ستم کا — مشتاق دل و جاں سے ہوں درد کا غم کا
یکتا ہوں وہ غمگیں کہ کہیں ہجر میں گھر کے — ڈھونڈو تو پتہ تک نہ ملے رنج و الم کا
اب شوق یہ کہتا ہے وہاں پہلے ہی پہنچے — کاغذ سے بھی آگے ہو قدم نقشِ رقم کا
اور رشک یہ کہتا ہے کوئی دیکھے نہ مضموں — کاغذ پہ نشاں بھی نہ رہے نقشِ رقم کا
وہ اپنا جفا کاری میں ثانی نہیں رکھتے — معلوم نہیں کس سے لیا درس ستم کا
وعدے تو وہ کر لیتے ہیں ایفا نہیں کرتے — کچھ پاس وعدہ کا انھیں ہے نہ قسم کا
اے کاش کوئی اُس بتِ طناز سے کہتا — ہے چاہنے والا ترا مہماں کوئی دم کا
تندیدہ نگاہوں سے مجھے آپ نے دیکھا — ممنون ہوں میں آپ کے اس لطف و کرم کا

سنتے ہیں نعیم آتے ہیں وہ بہرِ عیادت
کیا آج ستارہ مری تقدیر کا چمکا

کس کے وعدہ پہ اعتبار رہا — مرتے مرتے بھی انتظار رہا
بزمِ اعدا میں رات جاگے ہیں — آنکھ میں شام تک خمار رہا
آنکھ وہ کیا جو اشکبار رہی — دل ہی کیا وہ جو بے قرار رہا
آنکھ وہ دیکھتے جو شاد رہی — دل جو دلبر سے ہمکنار رہا

آپ پہلو میں دشمنوں کے رہے
میری آنکھوں میں انتظار رہا
نہ وفا کی جناب نے مجھ سے
نہ مجھے دل پہ اختیار رہا
روتے روتے گزر گئیں راتیں
دل بے صبر بے قرار رہا
انتہا ہے سیاہ بختی کی
دل گرفتارِ زلفِ یار رہا
ہائے منعم کی بیکسی افسوس
نزع میں بھی وہ اشکبار رہا

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْنَا حُسْنَا
یا رَبِّ اللّٰہ تعالے فِیْنَا
نَحْنُ فِیْ سِکَّۃِ بَلْدَتِکَ حلقنا
اشرفِ کعبہ بود کوئے ترا
زادَھُمُ اللّٰہ تعالے شرفا

زانکہ بُد از مئے عشقش سرمست
دلق اندر بغل و کاسہ بدست
دلق انداختہ و کاسہ شکست
زائرِ کوئے تو از کعبہ گزشت
سرِ کوئے تو کجا کعبہ کجا

کرد فرمانِ خداوندِ قدیر
خاکِ ما از مئے الفت تخمیر
عشق ابروئے تو اے مہرِ منیر
ساخت ہمچوں مہِ تو ما شدہ پیر
میلِ ابروئے تو ام پشت دوتا

عشق را طرفہ مگر بنیاد است
ہر لبِ دوست از و فریاد است
گر تنم ہمچو دلم برباد است
سرِ من غرقہ بخوں افتاد است
تا فتا دست ز تیغ تو جدا

مے بمیناست مگر ساقی نیست
رفیق موجود مگر راقی نیست

ہجرِ تو از درد مرا واقی نیست
بے تو با جاں دگرم باقی نیست
جان اگر رفت ترا بادِ بقا

نزود نزد اطبا و نزود
فکر دارد و مداوا نکند
دشمنِ تا از طبیباں نکشد
ہر کجا درد و دوا نیز بود
چو تو بے درد فتادی چہ دوا

یُلْحِقُ الضَّیْرَ بِاَصْحَابِ وِلَا
مَا بِہِ الْحَظُّ لِاَھْلِ الْاَھْوَا
چوں نعیم است گرفتارِ بلا
داشت در بیتِ حزن جامی جا
جَاءَہُ مِنْکَ بَشِیْرٌ فَنَجَا

منقبت در شانِ شہزادۂ عالیجاہ حضرت امام علی اکبر رضی اللہ عنہ

نورِ نگاہِ فاطمۂ آسماں جناب
صبرِ دلِ خدیجۂ پاک ارم قباب
لختِ دلِ امام حسین ابن بوتراب
شیرِ خدا کا شیر وہ شیروں میں انتخاب
صورت تھی انتخاب تو قامت تھا لاجواب
گیسو تھے مشکِ ناب تو چہرہ تھا آفتاب
چہرہ سے شاہزادے کے اٹھا ہی تھا نقاب
ہر ہر سیہ ہوگیا خجلت سے آب آب
کاکل کی شام رخ کی سحر موسمِ شباب
سنبل نثارِ شام فدائے سحر گلاب
شہزادۂ جلیل علی اکبرِ جمیل
بستانِ حسن میں گلِ خوش منظرِ شباب
پالا تھا اہلبیت نے آغوشِ ناز میں
شرمندہ اسکی نازکی سے شیشۂ حباب
تھوڑے سے کونِ عالمِ انوار بن گیا
چمکا جو ان میں فاطمہ زہرہ کا ماہتاب
خورشید جلوہ گر ہوا پشتِ سمند پر
پایا تھا جواں کے رخ سے اٹھا نقاب
صولت نے مرحبا کہا شوکت تھی رجز خواں
جرأت بلائیں لیتی تھی شجاعت نے لی رکاب
چہرہ کو اسکے دیکھ کے آنکھیں جھپک گئیں
دل کانپ اٹھے ہو گیا اعدا کو اضطراب

سینوں میں آگ لگ گئی اعدائے دین کے — غیظ و غضب کے شعلوں سے دل ہو گئے کباب
نیزہ جگر شگاف تھا اس گل کے ہاتھ میں — یا اژدہا تھا موت کا یا اسودِ العقاب
چمکا کے تیغ مردوں کو نامرد کر دیا — اس سے نظر ملاتا یہ تھی کس کے دل میں تاب
کہنے تھا جنگ نہیں دیکھا کوئی جواں — ایسا شجاع ہوتا جو اس شیر کا جواب
مردانِ کارزار براندام ہو گئے — شیر افگنوں کی حالتیں ہونے لگیں خراب
کوہ پیکروں کو تیغ سے دو پارہ کر دیا — کی ضرب خود پہ تو اڑا تا رکاب
تلوار تھی کہ صاعقۂ برق بار تھا — یا از برائے رجمِ شیاطین تھا شہاب
چہرہ میں آفتابِ نبوت کا نور تھا — آنکھوں میں شانِ صولتِ سرکار بوتراب
پیاسا رکھا جنھوں نے انھیں سیر کر دیا — اس کا جو ہے آج تری تیغ زہر آب

میداں میں آ گئے حسن و شبیر دیکھ کر نعیم
حیرت سے بد حواس تھے جتنے تھے شیخ و شاب

ترکِ عصیاں کن افتخار چہ شود — توبہ کن توبہ انتظار چہ شود
ہوش کن ہوش فکرِ عقبیٰ کن — مستیِ بادہ خمار چہ شود
راہ در دل بجوی سوئے حبیب — سجدۂ خاکِ رہ گزار چہ شود
روحِ اعمال بندہ اخلاص است — زاہدا صوم افتخار چہ شود
چوں نماند ست التفات بغیر — پس نظر سوئے گلعذار چہ شود
ترک کن این و آن و ما و من — قصد مقصد کن از غبار چہ شود

گوشہ گیر چوں نعیم الدین
صوفیا گردشِ دیار چہ شود

اے دل از انتظار چہ شود — در غمِ ہجر بے قرار چہ شود
گر نباشد مکان دوست بدل — نالہ و آہ و چشم زار چہ شود

در تو در دل بہار داری — پس ترا سیر لالہ زار چہ شود
چوں نباشد بہار در باطن — فصلِ گل موسمِ بہار چہ شود
داغ در سینہ یار اندر دل — سیرِ گلزار و لالہ زار چہ شود
خانۂ دل ز غیر خالی کن — بر رخِ آئینہ غبار چہ شود
دل کہ اسرار گاہِ دلدار است — غیر را اذنِ دخلِ یار چہ شود
فکرِ دنیا خس است آتش زن — خار و خس در مقامِ یار چہ شود

ہجو ویرانہ نعیم الدین
خانۂ دل خراب و خار چہ شود

تکتے رہتے ہیں عجب طرح سے راہِ امید — حسرتِ دید تماشائے نگاہِ امید
بند کس واسطے کی آپ نے راہِ امید — یہ تو فرمایئے کیا دیکھا گناہِ امید
بے نیازی نے تری مار ہی ڈالا ہوتا — قہر سے بچ گئے ہم پا کے پناہِ امید
روز غم بھی ہیں شبِ ہجر کی صورت تاریک — ہیں خوش آئند مگر شام و پگاہِ امید
ہم سے کھنچتے ہو مگر ہم یہ سمجھتے ہیں ابھی — کھینچ ہی لائے گی حضرت کو سپاہِ امید
آپ اتنا تو سمجھئے کہ لگی رہتی ہے — آپ سے لطف پہ سرکار نگاہِ امید

آپ جاتے ہیں ارے گھر سے تو یہ یاد رہے
چھوڑ کر آئے ہیں منتظم کو تباہِ امید

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

یہ ہجراں دہجراں کے صدمے اشد — یہ دوری کے رنج و الم بے عدد
ہمارے غموں کی نہیں کوئی حد — نہ پہنچے کہ از ما پیامش برد

نہ بادے کہ روزے سلامش برد

بیچینی میں یا کچھ کمی ہے نہ کاست
نہ دل را قرار ہے نہ غم را دو داست
ہو کس طرح سے کوئی تدبیر راست
مرا طاقتِ دیدنِ او کجا ست
کہ بیخود شود ہر کہ نامش برد

بہت فکر کی ہم نے شام و پگاہ
بہت روئے نالوں بہت کھینچی آہ
نظر آئی تدبیر یہ صبح گاہ
بود سرمۂ دیدہ آں خاکِ راہ
کہ مردم بصد اہتمامش برد

بہت فکر میں تھا دلِ چارہ جو
یہ کرتا تھا خود آپ سے گفتگو
میں دیکھوں انھیں اور وہ ہوں روبرو
چہ خوش بست بودن گرفتارِ او
خوشا دل کہ راہے بدامش برد

وہ سیمائے انور وہ نورِ انام
وہ رُخ کی تجلی وہ حسنِ تمام
خجل مہر ہو ایسی روشن ہو شام
چو آں میکند جلوہ از طرفِ بام
فلک رشک از طرفِ بامش برد

مجھے دیکھ کر ایسا وحشت زدہ
نسیمِ سحر کو بھی رحم آگیا
براہِ عنایت بشانِ سخا
مرا شکوے سرو سہی چوں صبا
ہوائے قدِ خوش خرامش برد

نعیمِ سیہ کار بے حد ہے بد
مگر لطف کی آن کے گر ہو مدد
تو حاصل ہو بے شک نعیمِ ابد
بمیخانہ جامی بخود چوں رود
مگر ہمت شیخ جامش برد

کبھی تو آ مرے دل میں [illegible] ہو کر
کبھی ہو آتشِ غم سرد مشتعل ہو کر
پھر ایسا جلوہ دکھا حسنِ بے مثالی کا
بھرے ہوں زخمِ دلِ زار مندمل ہو کر
مٹا دے مجھ کو کہ جلوہ نما ہو ہستی حق
مرے وجود کا پندار مضمحل ہو کر

عروجِ عالمِ روحانیت کہاں مرغ کہاں
جو پھنس گیا ہو عناصر میں پا بگل ہو کر
یہ عشقِ مادیت راہزن ہے مہلک ہے
پہنچے گا نہ منزل پہ جانگسل ہو کر
عجب مقام ہے تدبیر ہائے عالم ہے
خلل فراغ میں آئے نہ مشتغل ہو کر
نعیم مست خدا جانے کیا گیا کیا گیا
خرد سے دور حماقت میں مشتمل ہو کر

گفت دانا و عارفِ اسرار
لَیْسَ فِي الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیّار
سرِ منصور بر سرِ دارے
ق
سرِ ما زیرِ پائے توسنِ یار
ایں قدر فرق لازمی آمد
درمیانِ اراذل و سردار
بحرِ ما جرعۂ بود کافی
بہرِ او اندکے عیون و بحار
ما نداریم ظرفِ یک قطرہ
او نیارد محیط را بشمار
دلِ ما تنگ و تیرہ ہست نعیم
دلِ او ہست مشرقِ انوار

خمسہ

چھپ کے پردہ میں آنکھ کے وہ حسیں
دل کے پردہ میں ہو گیا ہے مکیں
لاکھ پردہ ہے اور پردہ نہیں
جلوہ گر گشت یار پردہ نشیں
غمزہ زن گشت حسن در بازار

نعیمِ خستہ و جگر افگار
از پئے زمزمۂ قلب نگار
مرہمے می بجست از بازار
کیں صدا آمد از در و دیوار
لَیْسَ فِي الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیّار

دلِ افگار کا خدا حافظ
تنِ بیمار کا خدا حافظ
گریۂ غم رفیق ہر دم ہے
چشمِ خونبار کا خدا حافظ

بے زری بیکسی ہیں عزم حرم — ایسے ناچار کا خدا حافظ
دشمنوں کے سہارے ہیں — مسلم زار کا خدا حافظ
آندھیاں چل رہی ہیں آفت کی — گل بے خار کا خدا حافظ
آہ کرتی ہے آہ کش کو ذلیل — دل کے اسرار کا خدا حافظ
چلدیئے باغ سے چمن پیرا — گل و گلزار کا خدا حافظ
کیا ظالم نے آشیاں ویراں — بلبل زار کا خدا حافظ
جسکو لینا ہے عشق کا سودا — اس خریدار کا خدا حافظ

بندۂ تنہا مصیبتیں بے حد
منعمِ زار کا خدا حافظ

ہم اٹھا بیٹھے ہیں اس شوخ کے دیدار پہ حلف — جان دینے کیلیے ہوئے غمخوار پہ حلف
وعدہ وصل کیا اور قسم بھی کھائی — پھر جو پوچھے تو انکار اور انکار پہ حلف
رات بوسے تو نہ دیتے تھے مگر دیتے تھے — بوسہ بوسہ پہ قسم گریۂ خونبار پہ حلف
آپ کی آنکھوں نے بیمار بنایا ہمکو — ہو اگر شک تو دکھو نرگس بیمار پہ حلف
اس میں کیا بس ہے اگر آپکے عشقے ہو مجھے — گرم نالہ پہ قسم آہ شرربار پہ حلف
وہ کیا شے ہے وہ خوبی سے اڑا دیتے ہیں — ایک ہی جنبش ابروئے ستمگار پہ حلف

اے نعیم آج جو مشہور وفا دشمن ہیں
رکھتے ہیں عہد وفا کا وہ وفادار پہ حلف

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

مریض الحب یا مولائی یعوذک — ولا یقویہ شیء غیر لقیاک
کرم کن بر غریباں طالب مشتاق — ز ہجراں برلب آمد جان غمناک
الا یا لیت شعری این القاک

رہے غیر از رہ عشقت نہ پویم — حدیثے جز ثنائے تو نہ گویم
دلوح قلب نقش غیر شویم — بہر جمعیتے وصل تو جویم
لعل اللہ یجمعنی و ایاک

بدیدار تو باشد کے برابر — نظر گردون بجلد پاک منظر
نہ بردارم زخاک پائے تو سر — نعیم خلد اگر گردد میسر
لعمری لا یطیب العیش لولاک

زخود رفتم کہ یابم از تو ہستی — چو سایہ ہمرہت باشم دوامی
مرا حاضر بحضور خویش یابی — عنان عزم ہر سوئے کہ تابی
سوی القلب الکئیب لیس ماواک

فغان و آہ شیون ہا شنیدی — بچشم لطف سوئے من ندیدی
چو لائے جان من از من رمیدی — شدم خاک رہ و دامن کشیدی
زمن چوں شاخ گل حاشاک حاشاک

اگر بر گردن عاشق نہی تیغ — فدائے تیغ گردم ستیدی تیغ
برائے جان منعم می بری تیغ — بقصد قتل جامی می بری تیغ
کرم ہائے کنی اللہ ابقاک

کیجئے کس سے بیان درد دل — کس سے کہئے داستان درد دل
غیر کی منت اٹھانا کیا غرور — حال کہدے گی زبان درد دل
سوزش غم کا بیاں ہے آہ گرم — چشم تر ہے قصہ خوان درد دل
عاشق شوریدہ سے کیا پوچھنا — زرد رخ ہے ترجمان درد دل
دیکھ کر ان کو شگفتہ ہو گیا — کیا دکھاتا میں نشان درد دل
تابش رخ سے سحر کردیجئے — ہے شب تیرہ جہان درد دل

زخمہائے دل کے غنچے کھل گئے ۔ رنگ پر ہے بوستانِ دردِ دل
دردِ نجا ہے تو ہوگی چشمِ لطف ۔ ہے یہی بس امتحانِ دردِ دل
اے صبا جا کر مدینے میں سنا ۔ حالِ زارِ نیم جانِ دردِ دل
لطف ہو منعم سے فرمائیں حضور
ہے مزے کی داستانِ دردِ دل

جہاں زیرِ نگینِ شاہِ عالم ۔ درخشاں مہرِ دینِ شاہِ عالم
فزوں در مرتبہ از عرشِ اعلیٰ ۔ زہے قدرِ زمینِ شاہِ عالم
امامِ قدسیانِ سدرہ منزل ۔ یکے از خادمینِ شاہِ عالم
جمیلِ آسمانی خانہ زادے ۔ ز انوارِ جبینِ شاہِ عالم
نعیم الدین عاصی ہیچ کارہ
غلامِ کمترینِ شاہِ عالم

تضمین بر غزل بیدم

ربِ احمد کی قسم احمدِ ذیشاں کی قسم ۔ اپنے آقا کی قسم شاہِ رسولاں کی قسم
دردِ دل کی قسم اپنے داغِ نہاں کی قسم ۔ مٹ گئے عشق میں خاکِ درِ جاناں کی قسم
پھر بھی یہ بھیں ہے دلِ جنبشِ دلداں کی قسم
ملتی ہے تیری غلامی سے نجاتِ ابدی ۔ تجھ میں گم ہو کے تو کہتے ہیں ثباتِ ابدی
تجھ پہ مٹ جاؤں تو حاصل ہو صفاتِ ابدی ۔ تجھ پہ مرنے کو سمجھتا ہوں حیاتِ ابدی
آرزوؤں کی قسم حسرتِ دلہاں کی قسم
دیکھنے والوں کے پھر ہوش اڑا دے جلوہ ۔ آج ہر ذرہ کو خورشید بنا دے جلوہ
حسرتیں اس دلِ شیدا کی مٹا دے جلوہ ۔ حشر ہے آج تو بے پردہ دکھا دے جلوہ
تجھ کو محبوب ہے چاکِ گریباں کی قسم

دلِ وحشی ہے ترے ہجر میں ہر دم مغموم ۔ درِ اقدس پہ پہنچنا یہ کہاں تھے مقسوم
آگے تقدیر میں کیا ہے یہ نہیں کچھ معلوم ۔ تیری بخشش نے رکھا وصل سے اب تک محروم
شبِ ہجراں کی قسم شامِ غریباں کی قسم
خسروِ حسن ترے حسن کی یکتا ہے بہار ۔ دل ہوا کیا جو تری زلف پہ کونین نثار
ہو تو منظم نہ کس طرح سے گا زنہار ۔ دل الجھتا ہے خدا کیلئے زلفوں کو سنوار
اپنے بیدم کے تجھے حالِ پریشاں کی قسم

خمسہ بر غزل حضرتِ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

دلِ دوزے کہ مغموم و محزوں نہ گریم ۔ نہ شامے کہ من ہمچوں مجنوں نہ گریم
نہ وقتے کہ از سیلِ افزوں نہ گریم ۔ دمے نگزرد کز غمت خوں نہ گریم
ز وصلت جدا ماندہ ام چوں نہ گریم
بسلطانِ خوباں مرا ہست رازے ۔ بدرگاہِ سرکار دارم نیازے
بابِ جہاں کے کند قلب سازے ۔ نہ بینم بطرفِ چمن سروِ نازے
کہ از شوقِ آں قدِ موزوں نہ گریم
نگارم کجا آید این تاک زادہ ۔ خمارم ز عشقت ست ہر دم زیادہ
مرا ساقیم ذوقِ پاکیزہ دادہ ۔ نیارم نگہ سوئے لبِ جام بادہ
کہ ہر یادِ آں لعلِ میگوں نہ گریم
مرا یادِ محبوب ہر لحظہ باید ۔ ہمہ التفاتے بسوئے کس نشاید
دلم جانبِ مہوشاں کے گراید ۔ ز لیلیٰ مرا ہیچ گہہ یاد ناید
کہ بر محنت و دردِ مجنوں نہ گریم
حقیقت شناسے کہ وصفت شنیدہ ۔ تعلق ز خوبانِ عالم بریدہ

برآں را کہ ذوقِ غمِ اُو چشیدہ — نہ خونِ جگر ماند نے آب دیدہ
ندا ز بے غمی ہاں کہ اکنوں نہ گریم
نعیما بسے مست ہشیار جامی — کہ دارد نیا گوئے بسر کار جامی
ز عشقِ نبی گنجِ اسرار جامی — نہ بینم مگر گریہ بازار جامی
کہ از دیدہ و دل بہ خوں نہ گریم

منقبت بجناب امام عالیمقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عابدِ کبریا امامِ حسین — زاہدِ بے ریا امامِ حسین
گلِ گلزارِ سیدِ عالم — مہ جبیں خوش لقا امامِ حسین
حضرتِ فاطمہ کے نورِ نظر — دینِ حق کی ضیا امامِ حسین
قرۃ العین حضرتِ حیدر — سیدِ اولیا امامِ حسین
سبطِ اکبر کے راحتِ دل و جاں — قوتِ مجتبیٰ امامِ حسین
دین کے پیشوا امامِ حسین — رہنما مقتدا امامِ حسین
جملہ اصحاب کے قرارِ دل — وارثِ انبیا امامِ حسین
جاں نثارانِ دین کے سرخیل — ہادی و پیشوا امامِ حسین
وہ شہادت کو ناز ہو جن پر — اہلِ صبر و رضا امامِ حسین
صاحبِ عدل و داد و حلم و کرم — تاجِ اہلِ سخا امامِ حسین
حامیِ دین ناصرِ ملت — دینِ حق پر فدا امامِ حسین
کربلا کی زمیں پہ خوں سے لکھا — تم نے نامِ وفا امامِ حسین
تم نے دکھلا دیا زمانے کو — نقشِ صدق و صفا امامِ حسین
دھوم عالم میں ہے شجاعت کی — کام ایسا کیا امامِ حسین

کیسے کیسے ستم ہوئے تم پر — عاشقِ کبریا امامِ حسین
راہِ حق میں کٹا یا سب کنبہ — مرحبا مرحبا امامِ حسین
تین دن تک پیاس میں تڑپا — تیرا سب قافلہ امامِ حسین
نونہال اپنے تم نے نذر کیے — فخرِ صبر و رضا امامِ حسین
فوجِ ظالم کی رو سیاہ ہوئی — کر گئے ظلم و جفا امامِ حسین
تیری صولت سے تیرے اعدا میں — تہلکہ پڑ گیا امامِ حسین
تیری تلوار کا جہاں میں ہے — آج تک غلغلہ امامِ حسین
کاٹے ہر وار میں پرے کے پرے — رو دیئے اشقیا امامِ حسین
جلوہ افروز کربلا میں ہوئے — سیدِ انبیاء امامِ حسین
آپ کو دائمی حیات ملی — اے امامِ ہدیٰ امامِ حسین
سب جہاں میں تمہارا قبضہ ہوا — فاتحِ کربلا امامِ حسین
ساری خلقت میں ہو گئے رسوا — تیرے اعداء شہا امامِ حسین
سارے عالم کے مومنوں کیلئے — رب سے کیجئے دعا امامِ حسین
آپ سے رکھتے ہیں امید کرم — رنج کے مبتلا امامِ حسین
اس نعیمِ گنہگار پہ لطف
اے شہِ اصفیاء امامِ حسین

قتیلِ خنجرِ بیداد ہوں میں — فدائے ناوکِ صیاد ہوں میں
مجھی سے ہے جہاں میں نامِ اُلفت — حدیثِ عشق کی اسناد ہوں میں
مصائب کے پہاڑوں کا نہیں خوف — کہ اپنے وقت کا فرہاد ہوں میں
نکالے چشمے اس بت کو رُلا کر — ترانے کو کہوں استاد ہوں میں
میں یہ چاہوں کہ تم ہو خانہ آباد — یہ چاہو تم مروں برباد ہوں میں

یہ پایا آپ کی الفت کا ثمرہ
لگایا جب سے دل ناشاد ہوں میں

چمن میں اس طرح میرا گزر ہو
اسیرِ پنجۂ صیاد ہوں میں

کیا ایسا غموں نے مجھکو رنجور
کہ محوِ نالہ و فریاد ہوں میں

اسیرِ عشق ہوں آزاد ہوں میں
غموں میں مبتلا ہوں شاد ہوں میں

یہ فیاضی کرم کر کر کے ہر بار
مجھی کو بھولتے ہیں یاد ہوں میں

مٹا دی اس نے میری سرگرانی
رہینِ منتِ جلاد ہوں میں

گل و نسریں پہ دل مائل نہیں ہے
فدائے قامتِ شمشاد ہوں میں

نعیمِ بے خطا پر یہ جفائیں
غنیمت ہے کہ انکو یاد ہوں میں

نالہ کرتے ہیں آہ کرتے ہیں
یہ بھی کوئی گناہ کرتے ہیں

پاؤں زخمی ہوئے تو ہونے دو
سر کو ہم وقفِ راہ کرتے ہیں

آپ کے ہجر میں اسیرِ الم
گریہ اے بادشاہ کرتے ہیں

دور دوری کا دور ہو جائے
یہ دعا صبح گاہ کرتے ہیں

دل لگانا کسی سے لاحاصل
وہ کسی سے نباہ کرتے ہیں

گرچہ عاصی ہیں تیری رحمت کی
ہم امیدیں اے اللہ کرتے ہیں

ناامیدی ہے کام کافر کا
یاس وہ روسیاہ کرتے ہیں

آپ کے غم میں جان دی ہم نے
آپ کو ہم گواہ کرتے ہیں

اُن کے حسنِ جمیل کی توصیف
انجم و مہر و ماہ کرتے ہیں

حال اُن سے کیا کہے کوئی
حسن کے وہ واہ واہ کرتے ہیں

حسنِ ناپائیدار پر یہ غرور
بت ستم بے پناہ کرتے ہیں

عشق کرتے ہیں جو بری رو سے
نامہ اپنا سیاہ کرتے ہیں

حسنِ فانی بھی حسن ہے کوئی
عمر کو کیوں تباہ کرتے ہیں

حسنِ باطل پہ ناز اور غمزہ
کیوں یہ نامہ سیاہ کرتے ہیں

آنکھ رکھتے ہیں جو نعیم الدین
دل سے عشق اللہ کرتے ہیں

قصہ اُن کے ستم کا کہتے ہیں
اشکِ خوں آنکھ سے جو بہتے ہیں

ہم ہی ہیں وہ جو آپ کے طعنے
سنتے رہتے ہیں اور سہتے ہیں

آپ کا حسن بے زوال نہیں
مہر و مہ بھی کبھی تو گہنتے ہیں

پردہ در پردہ پردہ در پردہ
آپ آنکھوں میں میری رہتے ہیں

اس کا انکار تو غلط ہوگا
دلِ منعم میں آپ رہتے ہیں

تختۂ مشقِ جفائے کج ادا میں ہی تو ہوں
گردِ رہوارِ عتابِ دلربا میں ہی تو ہوں

خاک ہو کر میں نے اُن کا رتبہ بالا کر دیا
مس کو جو کر دے طلا وہ کیمیا میں ہی تو ہوں

بانیِ ظلم و ستم، جور و جفا تم ہی تو ہو
ناز بردارِ ستم عینِ وفا میں ہی تو ہوں

سختیوں کے واسطے پیدا ہوا میں ہی تو ہوں
قیس اور فرہاد سب کا پیشوا میں ہی تو ہوں

کشتۂ تیغِ ستم، رنجورِ نازِ فتنہ زا
منعمِ افگار مشکورِ جفا میں ہی تو ہوں

قطعہ

شکستہ حال و شکستہ دل و شکستہ امید
زباں شکستہ ہوں باتیں شکستہ کہتا ہوں
شکستہ خط میں شکستہ قلم سے حالِ شکست
شکستہ دل کا شکستہ ورق پہ لکھتا ہوں

اے زائرِ کوئے نبی اتنا تو کر اے مہرباں
اہلِ مدینہ کو سنا حالِ نعیمِ خستہ جاں
مایوسیوں کی کثرتیں ناکامیوں پر حسرتیں
تنہائیوں کی وحشتیں اندوہِ غم کی داستاں
بیتابیوں کا سلسلہ بےچینیوں کا مشغلہ
ناصبریوں کا غلغلہ اور شدتِ دردِ نہاں
سر میں ہے سودائے جنوں وحشت سے حالت ہے زبوں
دل سے ہوا رخصت سکوں آنکھوں سے اشکِ خوں رواں
شدت پہ ہے دورانِ سر زوروں پہ ہے دردِ جگر
خوں رو رہی ہے چشمِ تر پھٹ کر رہا ہے دل کتاں
جاتے رہے تاب و تواں اعضا میں قوت ہے کہاں
غم نے کیا ہے نیم جاں دردِ جدائی الاماں
یہ شورشِ طوفانِ غم یہ سوزشِ رنج و الم!
ہجراں کے یہ جور و ستم اور یہ ضعیف و ناتواں
دن حسرتوں میں کاٹنا راتوں کو رونا جاگنا

ہر وقت غم کا سامنا ہر لحظہ آنکھیں خوں فشاں
اعدا کے نرغے ہیں جدا اپنے ہوئے ہیں بے وفا
ہر سمت سے آئی بلا آفت کا ٹوٹا آسماں
جور و ستم کی بارشیں اور دشمنوں کی سازشیں
بیکار ہیں سب نالشیں مسلم کا خوں ہے رائیگاں
ہم کیا کہیں حالِ تباہ ہم سے ہوئے بے حد گناہ
بیشک ہیں ہم نامہ سیاہ نادم ہیں اب ہم بیگماں
رَبِّی ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا تُبْنَا اِلَیْکَ رَبَّنَا
فَاغْفِرْ لَنَا مَا قَدْ مَضٰی بخش اے کریمِ بیکساں
یا اہلَ طیبۃ انظروا اخوانکم اذ ضیعوا
عند الشفیع واشفعوا فی حضرتہ بالجنان
قولوا لہ خیر الوریٰ ارحم علیٰ من قد عصیٰ
جاء الیک تائباً کن درگزر از جرمِ آں
اے خاتمِ پیغمبراں اے سرورِ ہر دو جہاں!
اے مالکِ کون و مکاں رحمے بحالِ عاصیاں
اے رحمتِ عالم مدد اے سیدِ اکرم مدد
اے دافعِ ہر غم مدد امداد اے شاہِ جہاں
فریاد اے سلطانِ دیں اے رحمۃ للعالمیں
تم ہو شفیع المذنبیں اس در سے ہم جائیں کہاں
فریاد اے محبوبِ رب فریاد اے شاہِ عرب
ہم تجھ سے کرتے ہیں طلب دل کی مرادیں بیگماں

دل کی مرادیں دیجئے مسرور ہمکو کیجئے
اب تو خبر لے لیجئے، ختم ہو چکے ہیں بیکراں
ہمکو نوازش ہو عطا، ہو دور سب رنج و بلا
آفت کی گھٹ جائے گھٹا، چمکیں نہ غم کی بجلیاں
اب کیجئے ایسا کرم، ہو دین کا اونچا علَم
کفار کی گردن ہو خم، اُن کا مٹے نام و نشاں
اسلام کی لیجے خبر، اور کفر کو پہنچے ضرر
کفار ہوں زیر و زبر، سب بھول جائیں مستیاں
مُسلم کو پھر شوکت ملے، اسلام کو قوت ملے
بدخواہ کو ذلت ملے، ہوں دینِ حق کے پاسباں
ذوقِ عبادت ہمکو دو، شوقِ ریاضت ہمکو دو
سنّت کی رغبت ہمکو دو، ہم سے ادا ہوں نیکیاں
مُسلم ہوں باہم متحد، بھائی کا بھائی ہو ممد
مِٹ جائے سب آپس کی ضد، رشک و حسد کبر و گماں
طیبہ میں اپنے لطف سے اذنِ اقامت دیجئے
فرقت سے دل بیتاب ہے کب تک رہوں ہندوستاں
راہِ مدینہ دور ہے، بندہ بہت رنجور ہے
اور حاضری منظور ہے، امداد سلطانِ جہاں
یا ربنا صلِّ علٰی محبوبک محبوبنا
ازکی صلوٰۃ دائمًا انمی صلوٰۃ کل آں
یا ربنا سلّم علٰی روحِ النبی المصطفٰی
والآل والصحب الٰی ما دار دوران الزماں

اُجڑے ہوئے دیار کو عرشِ بریں بنائیں تو
اُن پہ فدا ہے دل مرا ناز سے دل میں آئیں تو
چہرۂ پاک سے نقاب آپ ذرا اٹھائیں تو
حُسنِ خدا نما کی شان شانِ خدا دکھائیں تو
کشتۂ عشق سیّد آپ کے نام پہ مرے
جلوہ اُنھیں دکھایئے آپ اگر جلائیں تو
درد و الم کے مبتلا جن کی کہیں نہ ہو دوا
دیکھیں وہ شانِ کبریا آپ کے در پہ آئیں تو
کرتے ہیں کس پہ کچھ ستم، کیوں ہو کسی کو رنج و غم
مولدِ مصطفٰی کی ہم عید اگر منائیں تو
بد ہیں اگرچہ ہم حضور آپ کے ہیں مگر ضرور
کس کو سنائیں حالِ دل تم کو نہیں سنائیں تو
آپ کے در پہ گر نہ آئیں کون سا در ہے جس پہ جائیں
سامنے کس کے سر جھکائیں آپ ہمیں بتائیں تو
حال مرا تباہ ہے نامہ مرا سیاہ ہے
ہیچ مرا گناہ ہے آپ اگر بچائیں تو
دل کی مراد اُن کی دید، دید ہے آنکھ دل کی عید
عید نہیں ہے کچھ بعید لطف سے گر بلائیں تو
صدمے فراق و ہجر کے کس سے یہ غمزدہ کہے
تم ہی اگر کرم کرو دردِ نہاں سُنائیں تو
نرغے ہیں فتح کے اثر بیٹھیں ہیں گھر کے ضرر

زیر کو کیجے زبر نصب عدو اٹھائیں تو
کرنے کو جان و دل فدا روضۂ پاک پر شہا
پہنچے نعیمؔ بے نوا آپ اگر بلائیں تو

ترجیع بند

کھول دو سینہ مرا فاتحِ مکہ آکر — کعبۂ دل سے صنم کھینچ کے کر دو باہر
پردے غفلت کے نگاہوں سے ہٹا دو یکسر — جذبۂ عشق کا فرما دو عنایت کی نظر

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رخِ پُر نور کا جذبہ بھر دو

دلِ تاریک کرم ہو تو مجلّٰی ہو جائے — تیرہ آئینہ توجہ سے مصفّا ہو جائے
سینہ انوار گہِ جلوۂ مولیٰ ہو جائے — دل میں تم آؤ تو دل عرشِ معلّیٰ ہو جائے

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رخِ پُر نور کا جذبہ بھر دو

دل میں حرص و ہوس و خواہشِ دنیا نہ رہے — آپ کا عشق ہو غیر کا خطرہ نہ رہے
آپ کی یاد ہو سر میں کوئی سودا نہ رہے — دل مدینہ بنے اور دیر و کلیسا نہ رہے

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رخِ پُر نور کا جذبہ بھر دو

جلوہ فرمائیے قالب میں مری جاں ہو کر — سلطنت کیجئے اس جسم میں سلطاں ہو کر
آپ میں ہو کے فنا آپ پہ قرباں ہو کر — قدسیوں کو بھی تو دکھلا دوں میں حیراں ہو کر

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رخِ پُر نور کا جذبہ بھر دو

بندۂ درگہِ عالی پہ نعیمِ بیکس — شامتِ نفس سے ہے آہ گرفتارِ ہوس

کیجئے اس کو رہا توڑئیے سب بندِ قفس — وردِ لب تا دمِ آخر رہے نامِ اقدس

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو
دل میں عشقِ رخِ پُر نور کا جذبہ بھر دو

تمنائی مطلع

سبزہ ہو دشت گل ہو لبِ جو ہو یار ہو — وہ مہر مہر ہے شبِ مہ ہمکنار ہو
میں ہوں وہ گل ہو عنبر کا نام و نشاں نہ ہو — پھر دیکھئے بہار کی کیسی بہار ہو

تعلّیاں

داغِ جگر کا حال اگر آشکار ہو — مہرِ منیر مہ کی طرح داغدار ہو
ہوگی ابھی حسینوں میں لیلیٰ بھی نامور — گر آج ہو کنیزوں میں تیری شمار ہو
غیروں پہ لطف کرتے ہو ایسا بھی کوئی ہے — دل جس کا میری طرح سے داغدار ہو

حیرت

وعدہ پہ بھی نہ جس کے ذرا اعتبار ہو — حیرت یہ ہے کہ اس کا ہمیں اعتبار ہو
بے مہریوں کی یار کا ہم کیا گلہ کریں — دل ہی پہ اپنے جب نہ ہمیں اختیار ہو

مجاز سے انحراف

اے آنکھ اپنے حال پہ اب اشکبار ہو — اے سر خدا کی راہ میں اب تو نثار ہو
اے دل نکل تو سینہ سے یا جز سر کا کمال — بن عرشِ حق کہ جلوۂ حق آشکار ہو
اے نفس ہٹ کہ تیری سزا ہوں کا نذر — بندہ بن اب خدا کا اطاعت شعار ہو

ایماں پہ خاتمہ ہو تو نعیمؔ بے خطر ہو
حاصل رضائے حضرتِ پروردگار ہو

تڑپنے سے دل کو نہ فرصت کبھی ہو — نہ جاں کو کبھی درد و رنج سے مخلصی ہو
غم و درد ہو رنج ہو بے کلی ہو — مرا حال ابتر ہو افسردگی ہو

مسیحا مرے درد کے چارہ گر ہو
معالج فلاطون و بقراط اگر ہو

ترقی مرے درد کو دم بدم ہو
سر مو بھی تکلیف کوئی نہ کم ہو

نیا درد ہو دل میں تازہ الم ہو
لبوں پر ہو فریاد اور چشم نم ہو

تمہیں بے قراری فزوں ہوتی جائے
مری آنکھ بھی اشک خوں رولتی جائے

شفیعِ روزِ محشر ہو شہنشاہِ زماں تم ہو
مقیمِ عرشِ اعلیٰ ہو مکینِ لامکاں تم ہو

ترے رتبہ سے بالا مرتبہ کس کا ہے دنیا میں
رفیقِ بیکساں تم ہو انیسِ بیکساں تم ہو

کلیم کیوں نہ ڈھونڈھا ہو تمہارا نام لینے سے
محمد مصطفےٰ تم ہو حبیبِ دو جہاں تم ہو

یہاں پر میں تڑپتا ہوں تمہارے دردِ فرقت میں
مجھے قسمت پہ ان کی رشک ہے مولیٰ جہاں تم ہو

جو تم سے پھر گیا مولیٰ ٹھکانا ہے کہاں اُس کا
خدا بھی مہرباں اُس پہ کہ جس پر مہرباں تم ہو

چلے گا قافلہ اُمت کا جب میدانِ محشر کو
نہیں خطرہ ہمیں جبکہ امیرِ کارواں تم ہو

حسابِ زندگی درپیش ہو گا جب قیامت میں
مجھے دامن میں ڈھک لینا پناہِ بیکساں تم ہو

تمہارے نام کا سکہ ہے جاری ساری دنیا میں
سلیماں کس طرح کہہ دوں کہ شاہِ دو جہاں تم ہو

ترے در سے کہاں جائے نعیمِ زار اے مولیٰ
طبیبِ دردِ دل تم ہو علاجِ دردِ جاں تم ہو

شبِ غم بھی آخر بسر ہو گئی
تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی

مرے دردِ دل کی خبر ہو گئی
چشمِ کرامت ادھر ہو گئی

مدینہ کا دیدار مشکل نہیں
نگاہِ عنایت اگر ہو گئی

دیارِ نبی میں گزر ہو گئی
یہ تقدیر کس اوج پر ہو گئی

لیے قلبِ مضطر مدینہ میں پہنچا
تسلّی زمیں چوم کر ہو گئی

نگاہیں فدا روضۂ پاک پر
جبیں عاشقِ سنگِ در ہو گئی

مواجہ میں عرضِ صلوٰۃ و سلام
مری آبرو اس قدر ہو گئی

میسّر ہوا بوسۂ سنگِ در
یہ عزّت تری نامہ بر ہو گئی

غموں میں مرے اک اضافہ ہوا
دعا دردِ دل کی دوا ہو گئی

غمِ عشق تھا دل کے اندر نہاں
مری پردہ در چشمِ تر ہو گئی

نعیم خطا کار ہے پر کرم
شفاعت نبی کی سپر ہو گئی

وہ کہنے لگے شب بسر ہو گئی
اٹھو بھی کہ اب تو سحر ہو گئی

وہ آنکھوں میں آئے وہ دل میں بسے
رقیبوں کو کیسے خبر ہو گئی

اشارے [illegible] ہوئے غیر سے
مری آہ بھی بے اثر ہو گئی

ضعیفی کے کہتے ہیں موئے سفید
کہ ہشیار ہو اب سحر ہو گئی

خودی سے گزر چل خدا کی طرف
کہ عمرِ گرامی بسر ہو گئی

نبی کو نہ کی قدر وقت کو آن کی
خدا جانے کس کی نظر ہو گئی

رہا ہم دم تک ترا انتظار
تری شکل تیری مگر ہو گئی

بسا ہے وہ مجھ میں جب تو ہوش دل کو | تلاش اُسکی دشوار تر ہو گئی
غم خونِ دل کھاتے پیتے رہے | غریبوں کی اچھی گزر ہو گئی

نعیمِ سیہ کار مغفور ہو گا
جو شاہِ جہاں کی نظر ہو گئی

اندر دلم ہوائے تو یا سید الوریٰ | کونین از برائے تو یا سید الوریٰ
ایمان و دل ولائے تو یا سید الوریٰ | قربِ اتم لقائے تو یا سید الوریٰ
اندر دلم ہوائے تو یا سید الوریٰ | عرش دلم سرائے تو یا سید الوریٰ
کافی ست بہرِ چارہ مریضانِ جاں بلب | یک حرف از دعائے تو یا سید الوریٰ
سلطانِ جہان شرابِ لعالِ پاک | محبوبیت ردائے تو یا سید الوریٰ
روحی فداک اے شہِ مولا فی صحوا | مطلوبِ حق رضائے تو یا سید الوریٰ

یابد نعیمِ خلد نعیمِ سیاہ کار
میرد چو مبتلائے تو یا سید الوریٰ

گل از نزاکتِ لبہائے دلربا حاکی | قمر ز طلعتِ رخسارِ پُر ضیا حاکی
نجوم واصفِ لمعانِ نور و ندانت | خور از جبینِ پُر انوارِ مصطفےٰ حاکی
سپہر رفعتِ قدرِ ترا شمار گوئے | صنوبر از قدِ دلجوئے خوش ادا حاکی
ز پردہ داریِ زلفِ تو شب شبینہ خواں | سحر ز تابشِ رخسارِ با صفا حاکی
ز حسن حلقۂ زلفت وظیفہ خواں سنبل | بذکرِ چشمِ تو نرگس بصد حیا حاکی
بمدحِ جودِ تو ابرِ محیطِ رطب لساں | ز فیضِ عامِ تو در بحر و بر صبا حاکی

نعیمِ تفتہ جگر خستہ دل اسیرِ فراق
ز درد و ہجرِ تو شام و سحر شہا حاکی

تضمین بر غزل خود

زباں لال ہے نطقِ خجستہ انشا کی | عجب ہے عاجزی افکارِ عرش پیما کی
ہو مدح کس طرح اُس لعلِ عالم آرا کی | کہ گل از نزاکتِ لبہائے دلربا حاکی
قمر ز طلعتِ رخسارِ پُر ضیا حاکی

حواس و عقل و خرد فہم و دانش و فطنت | جلالِ حسن سے سب کو ہے عالمِ حیرت
زمیں والے کریں کیا کمال کی مدحت | نجوم واصفِ لمعانِ نور و ندانت
خور از جبینِ پُر انوارِ مصطفےٰ حاکی

تمہاری مدح کی خاطر چمن میں غنچوں نے | ہزار نازش و انداز سے دہن کھولے
ترانہ سنجی ہوئی کی زبانِ سوسن نے | سپہر رفعتِ قدرِ ترا شمار گوئے
صنوبر از قدِ دلجوئے خوش ادا حاکی

تمہارے حسن کے مداح جب زمین و زماں | تمہاری خوبی کا چرچا نہیں جہاں میں کہاں
جمال مہر ہے و مہتابِ عارضِ رخشاں | ز پردہ داریِ زلفِ تو شب شبینہ خواں
سحر ز تابشِ رخسارِ با صفا حاکی

ترانہ سنج تھی گلشن میں آج بولی بلبل | تمہارا چہرۂ انور کہاں کہاں یہ گل
تمہارے قدموں پہ قربان بوستاں بالکل | ز حسنِ حلقۂ زلفت وظیفہ خواں سنبل
بذکرِ چشمِ تو نرگس بصد حیا حاکی

کریم خلق ہو واصف جہاں کا رحماں | کریم خلق ہو مداح جس آپ کا قرآں
کرم تمہارا کریں کیا بندۂ احساں | بمدحِ جودِ تو ابرِ محیطِ رطب لساں
ز فیضِ عامِ تو در بحر و بر صبا حاکی

تڑپ رہا ہے عجب طرح سے دلِ مشتاق | غمِ جہاں ہے قلبِ حزیں پہ بے حد شاق
امیدوارِ نگاہِ عنایت و اشفاق | نعیم تفتہ جگر خستہ دل اسیرِ فراق
ز درد و ہجرِ تو شام و سحر شہا حاکی

مناجات

رہیگی تا بکے فرقت کی کب تک سینہ افگاری
کریگی یاس تا کے زخم پر دل کے نمک باری
بہینگے دل کے ٹکڑے بنکے آنسو آنکھ سے کب تک
رہینگے چشم گریاں سے کب تک اشکِ غم جاری
یہ بے سامانیاں یہ ضعف اور یہ دوریٔ منزل
دلِ بے صبر کی کب تک رہیگی ایسی ناچاری
شکستہ سی امیدیں زندگی کی کچھ معاون ہیں
مگر ہمت کی توڑے ڈالتی ہے اپنی ناداری
نہ کچھ حسنِ عمل ہی ہے نہ کوئی مادّی ساماں
جو کچھ ساماں ہے تو چھوٹی سی تھوڑی گریہ و زاری
میں کس منھ سے کہوں مجھکو بلا لیجے مدینہ میں
میں خود نادم ہوں آقا دیکھ کر اپنی سیہ کاری
کہاں مجھ سا کمینہ اور کہاں وہ بقعۂ طاہر
کہ جس میں جلوہ فرما ہیں حبیب حضرت باری
ولیکن کیا تعجب ہے اگر اپنی کریمی سے:
کرے وہ رحمتِ عالم خطا کاروں کی ستاری
ذرا بھی چشم رحمت ہو تو مٹجائیں گنہ میرے
مرادیں سب بر آئیں نکلیں دل کی آرزو ساری
مدینہ ہو یہ آنکھیں ہوں وہ سنگ در یہ پیشانی
وہ آقا ہوں یہ بندہ ہو یہ دامن وہ گہر باری

یہ شیدا ہو وہ روضہ ہو یہ آنکھیں ہوں وہ جلوہ گری
یہ طالب ہو وہ مطلب ہو یہ دل ہو اور وہ دلداری
زباں پر ہوں درود یں سر جھکا ہو ہاتھ پھیلے ہوں
مژدہ ہو بر سر جود و کرم ہو لطفِ سرکاری
زہے قسمت گدا ہوں میں اسی سرکار عالی کا
عطا فرمائی جس کو حق نے سرداروں کی سرداری
ملے وہ انبساط و فرح روحانی دوامی
دلِ غم دیدہ اپنا بھول جائے گریہ و زاری
تمنائیں مچلتی ہوں عطائیں لطف کرتی ہوں
دعاؤں کی اجابت کر رہی ہو ناز برداری
وہ الطاف کریمانہ ہوں وہ انعام شاہانہ
نعیم الدین کو دکھیں دیدۂ حسرت سے دربار ی

در مذمت قاتلان اہل بیت

اے ابن سعد رے کی حکومت تو کیا ملی — ظلم و جفا کی جلد ہی تجھ کو سزا ملی
اے شمر نابکار شہیدوں کے خون کی — کیسی سزا تجھے ابھی اے ناسزا ملی
اے تشنگانِ خونِ جوانانِ اہل بیت — دیکھا کہ تم کو ظلم کی کیسی سزا ملی
کتوں کی طرح لاشے تمہارے سڑا کیے — گھورے پہ گور کو بھی تمہاری نہ جا ملی
رسوائے خلق ہوگئے برباد ہوگئے — مردودو تم کو ذلّت ہر دو سرا ملی
تم نے اجاڑا حضرت زہرا کا بوستاں — تم خود اجڑ گئے تمہیں یہ بد دعا ملی
دنیا پرستو دین سے منھ موڑ کر تمہیں — دنیا ملی نہ عیش و طرب کی ہوا ملی
آخر دکھا یا رنگ شہیدوں کے خون نے — سر کٹ گئے اماں نہ تمہیں اک ذرا ملی
پائی ہے کیا نعیم انھوں نے ابھی سزا — دیکھینگے وہ جحیم میں جب دم سزا ملی

مخمس

نہ مرا درد و ستم کاری و حلقہ شکنی | نہ مرا خوف جفا جوئی و عشاق کشی
کہ بپیچیدہ بدلم زخرف دنیا کے دنی | انی حبیب عربی تمنا فی قرشی
کہ بود درد و غمش مایہ شادی و خوشی

گو بظاہر نہ میسر شدہ دیدار نبی | بود دل جلوہ گہ حسن ملیح نبوی
از سر صدق ہمی گفت اویس قرنی | انی حبیب عربی مدنی قرشی
کہ بود درد و غمش مایہ شادی و خوشی

میں گنہگار خطا کار سیہ کار سہی | کونسی ایسی بدی ہے کہ جو مجھ سے نہ ہوئی
باوجود اسکے شفاعت کی ہے امید قوی | انی حبیب عربی مدنی قرشی
کہ بود درد و غمش مایہ شادی و خوشی

کمال حسن پر وحدت ناز لا ابالی ہے | سنبھل کر اے دل مضطر تو اللہ والی ہے
ارسطو کیا اثر بخش عاشقاں پر اثر رکھتے | فلاطوں خود گرفتار بلا شکستہ حالی ہے
نہیں کچھ سینہ کا دعویٰ دل ہو یا شاید کہیں دلبر | کہ دل پہلو سے غائب ہے ہمارا سینہ خالی ہے
یکس نے دین دنیا اللہ اللہ کس کو دوں ہے | کہ آنکھیں شکل گیسو جاں ناتوانی کیا پالا لی ہے
چھلیں نکل جگر جو لہو پانی چشمے ہوں جاری | برنگ اے چشم خوں افشاں جو آنسو قطرہ سالی ہے
فنا ہو کیسی جسکو ہو نہیں سکتی فنا ہرگز | یہ ہستی جس پہ تو مفتوں ہے تصویر خیالی ہے
ہنر ہی سے جہاں میں آدمی کی قدر ہوتی ہے
نعیمہ بے ہنر مشہور تیری بے کمالی ہے

سیر دل کی جسے میسر ہے | عیش دنیا اسے مکدر ہے
اسکے نزدیک زینت عالم | خس و خاشاک سے بھی کمتر ہے
اصل نعمت بقا ہے لیکن وہ | کونسی چیز کو میسر ہے

کون سی چیز کو زوال نہیں | نیستی سب کی یاں مقدر ہے
ہے تغیر میں روز ماہ منیر | اسی چکر میں مہر خاور ہے
نقش بر آب کی طرح ہیں وجود | بے ثباتی ہر اک کی اظہر ہے
سب حقیقت میں نقش باطل ہیں | جاہ ہے یا حکومت و زر ہے
دل کی دنیا عجیب دنیا ہے | راز ہستی کا اس میں مضمر ہے
دل کو خالی کرو کدورت سے | جلوہ گاہ جناب داور ہے
سارے عالم میں جو سما نہ سکے | جلوہ فرما وہ دل کے اندر ہے
تم اسے ڈھونڈنے چلے ہو کہاں | دل بے غل ہی یار کا گھر ہے
پر تو حسن لم یزل پہ مٹو | جس سے مومن کا دل منور ہے
ظل کو لیکر نہ اصل کو چھوڑو | سایہ بے اصل نا مصور ہے
ظل کو ظل جان کر کرو توقیر | کیونکہ یہ بھی اسی کا مظہر ہے
راز وحدت کھلے نعیم الدین
اشرفی کا یہ فیض تجھ پر ہے

پھر جنوں کہتا ہے خود کو پا بجولاں دیکھئے
چلیے اٹھیے اب کے پھر وحشت میں زنداں دیکھئے
اپنے ہی سینہ میں کیجئے اپنے دلبر کی تلاش
مصر میں کیا جائیے کیا چاہ کنعاں دیکھئے
از رہ بندہ نوازی چشم پر انوار سے
دیکھئے میری طرف ختم رسولاں دیکھئے
دیکھئے سیمائے انور دیکھئے رخ کی بہار
مہر تاباں دیکھئے ماہ درخشاں دیکھئے

دیکھئے وہ عارض اور وہ زلفِ مشکیں دیکھئے
صبح روشن دیکھئے شامِ غریباں دیکھئے

جلوہ فرماں ہیں جبینِ پاک میں آیاتِ حق
مصحفِ رخ دیکھئے تفسیرِ قرآں دیکھئے

یہ نعیم زار کیا حجرہ میں بیتاب ہے
دیکھئے اس کی طرف اے شاہ شاہاں دیکھئے

عطائیں پوچھئے سرکار کی محتاج سائل سے
اٹھائے ہوں جنھوں نے فیض آنکے بحر ساحل سے
مذاقِ دل ہے شیریں نام ان شیریں خصائل سے
مشامِ جاں ہوا ہے مست اس گل کے شمائل سے
امامِ اعظم و محبوبِ سبحانی بشہ ستناں
پہنچتے ہیں نبی تک ہم انہی اعلیٰ وسائل سے
وہ تیرے حق نما مظہر ہے حسنِ بے مثالی کا
جمال ان کا منزہ ہے مقابل سے مماثل سے
سراپا نور ہیں وہ نورِ حق نورِ علیٰ نور
کہ گفتگو ہے شان انکی انھیں کیا واسطہ ظل سے
بفضلِ اللہ نابینا نہیں ہوں کیسے دوں نسبت
کہ پائے حبیبِ حق کو روئے ماہِ کامل سے
دلیلِ قدرتِ حق سر ہے مرا ہونا فنا ہونا
شہادت اپنی دلوا لیتے ہیں وہ حق و باطل سے

جنابِ شیخ آئیں خدمتِ پیرِ طریقت میں
یہ عقدے حل نہیں ہو سکتے منطق کے مسائل سے
نگاہِ لطف للہ اے قرارِ خاطرِ مضطر
کہ اب تو آ گیا ہوں تنگ میں بیتابیِ دل سے
غرض کیا ہم کو بلبل سے اور اسکے گرم نالوں سے
نہیں گر درد دل میں فائدہ ذکرِ عنادل سے
ہر اک شاہ و گدا کو جھکنے در سے ملتا ہے صدقہ
نعیم الدین بھی سائل ہے اسی دربارِ باذل سے

غریبوں کی حاجت روا کرنے والے
فقیروں کو دولت عطا کرنے والے
عفو کرنے والے عطا کرنے والے
کرم چاہتے ہیں خطا کرنے والے
اشاروں سے مجھوے چلا دینے والے
تبسم سے دل کی دوا کرنے والے
سناتے ہیں تفسیر تنزیلِ محکم
جنابِ نبی کی ثنا کرنے والے
نہیں جانتے رنج و غم چیز کیا ہے
تری یاد صبح و مسا کرنے والے
ہدایت سے انکی ہوئے داد گستر
ستم گر جو تھے جفا کرنے والے
اسیرانِ عصیاں کی شانِ کرم ہے
شفاعاتِ روزِ جزا کرنے والے
وہ صدیقِ اکبر وفا کرنے والے
نبی پر دل و جاں فدا کرنے والے

نعیمِ سیاہ کار پر بھی کرم ہو
دو عالم کو دولت عطا کرنے والے

ذکر فکر اے دل وہ کیسے ملینگے
عنایت کریں گے اگر ہم سے ملیں گے
مدینہ کے عاشق مدینہ چلا چل
مدینہ کے رستے میں کعبے ملیں گے
جگر و نہ پوچھو مرے دل کو دیکھو
فضاؤں میں دل کی مدینے ملیں گے

تخمیس برغزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

اَلذَّاتُ عَنِ الْعُیُوْبِ خَالِی — وَالْوَصْفُ مِنَ الْبَیَانِ عَالِی
فَہُوَ وَصَمَدٌ عَنِ الْمِثَالِی — اے مظہرِ حُسنِ لایزالی
مرآتِ جمالِ ذوالجلالی

ذاتِ تو زعیب ونقص خالی — وصفِ تو زادِج وصف عالی
درذات وصفات وبیمثالی — اے مظہرِ حُسنِ لایزالی
مرآتِ جمالِ ذوالجلالی

ہرعیب سے ذاتِ پاک خالی — توصیف وشمار سے وصف عالی
ثابت ہوئی تری بے مثالی — اے مظہرِ حُسنِ لایزالی
مرآتِ جمالِ ذوالجلالی

مخمور زبادۂ تمنا! — مجبور زقلب ناشکیبا
می جست بکوہ طور موسیٰ — انوارِ تجلیِ قدم را
رخسارِ تو احسن المجالی

دیدن نتواں جمالِ حق را — بے پردہ دریں سرائے دنیا
برطور کہ می بجست موسیٰ — انوارِ تجلیِ قدم را
رخسارِ تو احسن المجالی

اے قدوۂ رہبرانِ کامل — اے ہادیِ سالکانِ منزل
حلّال معاہبائے مشکل — درشانِ کمالِ تست نازل
آیاتِ مکارم ومعالی

برحُسن رخت فدا بہار است — قربانِ دو چشم لالہ زار است
مع ست کہ بشِ عذار است — رومیت طرقا من النہار است
زلفت زلفا من اللیالی

شیدائے جمالِ بے مثالش — مستِ مئے حُسنِ بے زوالش
جوید پئے بادۂ حلالش — میخانہ کہ ساحتِ خیالش
باد ازغبارِ غیر خالی

آں کج کلہاں کہ ارجمندند — واں ناموراں کہ عقلمندند
ویں مدعیاں کہ خود پسندند — احرام حریم آں نہ بندند
تجزِ دُرد کشانِ لا ابالی

ملا بشاغلِ تو رُع — صوفی بہ تصنع وتخشع
منعم بمنائش وتقنع — جامی بہ وظائف وتضرع
مشغول بود علی التوالی

بیت در صنعتِ مقلوب مستوی

بشانِ اعلحضرت امامِ اہلِ سُنّت مجدّدِ دین وملت سراپا برکت مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ

اَضْرَادُ مَعْ اَحْمَدَ رَضَا اَعْلَامُ کُفْرِہا

لَکِنَّمَا الْعِدَا اَضْرَادُ مَعْ اَحْمَدَ رَضَا

حصہ چہارم تمام ہوا